کتاب العجب میں ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ
گوشت تمام سالنوں کا سردار ہے۔ دنیا اور آخرت میں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے لوگو!
گوشت کو اختیار کرو اور گوشت خوب کھایا کرو۔ اس سے خلق اچھا رہتا ہے۔ اور یہ رنگ کو صاف کرتا ہے اور
پیٹ گھٹاتا ہے۔ یعنی گوشت کھانے والے کی توند نہیں نکلتی۔

HOUSE OF HALAL MEAT

803 Danforth Avenue
Toronto, Ontario

Please Call ISMAIL At **461 2839**

پندرہ روزہ
THE MESSENGER
پیغامبر
اسکاربرو کینیڈا
مدیر: سمیں اختر

۷ اگست ۱۹۸۹ء

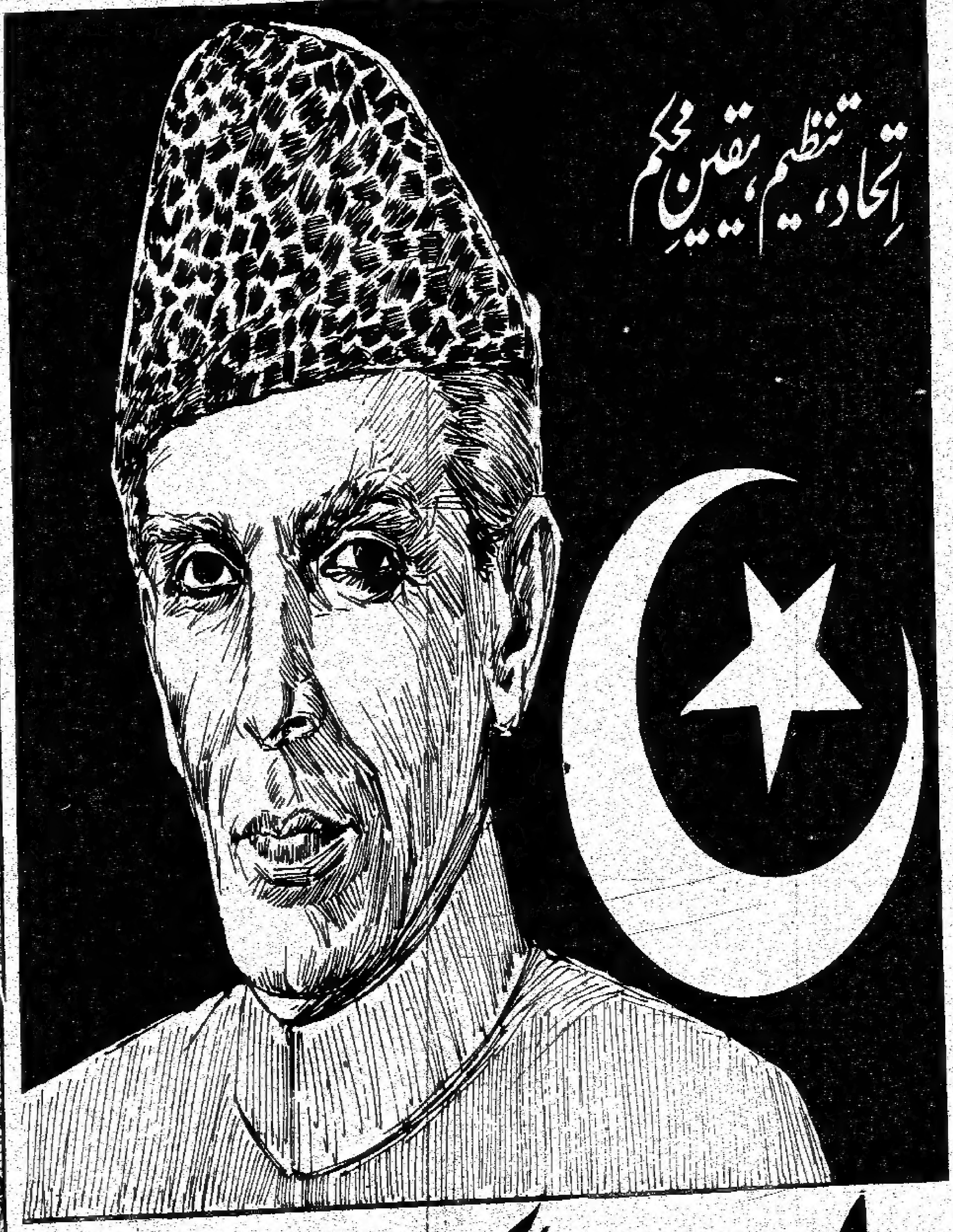

۱۴ اگست

ہماری تاریخ آزادی کا ایک سنہری دن

آیئے آج ہم اس بات کا عہد کریں کہ ہم جہاں بھی آباد ہیں اپنے پاک وطن کی خوشحالی اور استحکام کیلئے اپنی سرگرمیوں کو تیز تر کردیں اور پاکستان کے دشمنوں پر واضح کردیں کہ درّہ خیبر سے کراچی تک بسنے والے پاکستانی ایک ہیں اور ایک ہی رہیں گے۔

M & J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7
TEL. (416) 960-8348 – 960-8475

اے قائدِ اعظمؒ

حکیم افتخار فخر

لوحِ وقت پر کندہ
بیکراں ہیں تحریریں
خامشی بتاتی ہے
بولتی ہیں تصویریں

وقت کی عدالت میں
لمحہ لمحہ کہتا ہے
کام کرنے والوں کا
نام زندہ رہتا ہے

جور و ابتلا میں بھی
دل شکن فضا میں بھی
ذہن روشنی والے
قلب آگہی والے
عزم آہنی کے ساتھ
فطرت جری کے ساتھ
آسماں سے ٹکرا کر
خاکداں کے دامن پر
یادگار و تابندہ
بے مثال و رخشندہ
کام چھوڑ جاتے ہیں
نام چھوڑ جاتے ہیں

خاکِ ارضِ پاکستان
فخرمند و نازاں ہے
تیرے نام کا ہر لفظ
داستاں کا عنواں ہے

یہ وطن امانت ہے
تیری قائدِ اعظمؒ
تیری مہربانی کے
کیوں نہ گیت گائیں ہم

اب یہاں بہاریں ہوں
یا کبھی خزاں چھائے
ہم مگر محافظ ہیں!
چاہے جاں چلی جائے

آؤ کہ پھر سے جشنِ مسرت منائیں ہم

ابوالکیف کیفی سرحدی

ہے پیرِ بے خودی میں جواں سال مست ہے
آزاد ہے غلام کہ چودہ اگست ہے

باطل کا ہر نظام رہینِ شکست ہے
فاتح وہی ہے دہر میں جو حق پرست ہے

کب ماسوا کے سامنے جھکتا ہے اس کا سر
جس کی نگاہِ پاک میں عہدِ الست ہے

ساقی کی ہر نگاہ پہ قربان جائیے
اس میکدے کا رند بہر حال مست ہے

ڈالی گئی اگرچہ جنوں پر کمندِ فکر
پستی میں تاہنوز خرد کی یہ جست ہے

اللہ دے تلاشِ مسلسل ترا مقام
ہر اک بلند تیری نگاہوں میں پست ہے

آؤ کہ پھر سے جشنِ مسرت منائیں ہم
کیفی سرور و کیف میں ہر ایک مست ہے

میرے وطن میرے چمن

عارف عبدالمتین

اے وطن میرے وطن میرے وطن
تیری تخلیق ہے ان میرے اب و جد کے لہو کی مرہون
جن کی حرمت مرے احساس کا سرمایہ ہے
جن کی عظمت نے مری فکر کو گرمایا ہے
جن کے ایثار کی وسعت سے تخیل شرمائے
جن کی شفقت مجھے یاد آئے تو پہروں تڑپائے
رائیگاں جائے لہو ان کا کہاں ممکن ہے
اے وطن میرے وطن میرے چمن
تیری تخلیق میں خود میرا لہو بھی ہے رواں
یہ لہو جس میں تمناؤں کی تابانی ہے
عزم کا رنگ، حرارت کی فراوانی ہے

جس میں ملت کے شہیدوں کے الم کی ضو ہے
جس میں مستقبلِ جمہور کے غم کی رو ہے
یہ لہو تیرے تحفظ کی ضمانت ہو گا
تو سلامت ہے ابد تک تو سلامت ہو گا
آرزومند ہوں اے میرے وطن میرے وطن، میرے چمن
میرے آبا کا لہو، میرا لہو تیرے لئے
نکہت و نور کا سرچشمۂ جاوید بنے
مستقل فصلِ حنا رنگ کی تمہید بنے
آ ملے اس میں مرے لاڈلے بچوں کا لہو
جو جگا دے چمن آرائی کا حرفِ جادو
ہاتھ جو اٹھے سوئے شاخ قلم ہو جائے
شعلۂ گل کی حرارت سے بھسم ہو جائے

پیغامبر

The Messenger

FORTNIGHTLY INDO-PAK NEWSPAPER

جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن کسی جمشید کا ساغر نہیں ہوں

عیدِ آزادی مبارک

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

ڈیلی میل (لندن) مورخہ ۳ مارچ میں ایک گننے والے نے گن کر اندازہ لگایا ہے کہ

برطانیہ میں ہر وقت کھانے پینے کے سامان کی دوکانوں میں جا کر ان کے سامنے کھڑی رہنے والی خاتون کو اس وقت ایک گھنٹہ روزانہ انتظار میں کھڑا رہنا ہوتا ہے۔

گرہستی والیوں کی تعداد اس وقت ایک کروڑ ہے۔

تو اس حساب سے قوم کے ایک کروڑ گھنٹے روزانہ انتظار میں ضائع جاتے ہیں۔

ان دس کروڑ گھنٹوں کے سال بنائیے تو ۱۱۴۳ سال ہوتے ہیں گویا قوم کے ہاتھ سے ۱۱۴۳ سال کی روزانہ اضاعت! زندہ قوم کی ایک ایک چیز زندہ ہوتی ہے اپنے منٹوں اور گھنٹوں کا یہ حساب کتاب رکھنا برطانوی قوم کی موت و پستی کی نہیں زندگی و حرکت کی دلیل ہے — یہ ایک بالکل الگ سوال ہے کہ جس چیز کو وہ کام کی سمجھ رہی ہے خود اس کا کیا وزن اور کیا وقعت آخرت کی میزان میں ہے؟

ہم آپ کبھی نہیں سوچنے بیٹھتے ہیں کہ ہمارے وقت کا روزانہ کتنا حصہ کتنے گھنٹے اور منٹ اور سکنڈ محض بے کاری کی نذر ہوتے رہتے ہیں؟ دین و آخرت نہ سہی دنیا کے بھی کسی کار آمد مشغلہ میں ان کا شمار ہو سکتا ہے؟ یہ شطرنج اور یہ تاش یہ فلش اور برج یہ کیرم اور یہ پیپسی آخر کس حساب میں لکھے جائیں گے؟ یہ گھوڑ دوڑ کے دیکھنے اور طرح طرح کی بازیوں میں عمر عزیز کی جتنی گھڑیاں بے دردی سے صرف ہو رہی ہیں، یہ زندگی کے کن مرحلوں کو طے کر رہی ہیں گی؟ اور یہ محض ہنسی اور تمسخر کی محفلیں یہ پر ہجوم ضیافتیں اور دل آزاریاں یہ تحقیر اور یہ مبالغہ آرائیاں آخر کس کام آنے والی ہیں؟ اخلاق کو کہاں تک سنوارتی ہیں؟

— ہر روز ہم میں سے ہر فرد کا کتنا وقت ضائع ہوتا ہے اور پھر ہر ہفتہ، ہر مہینہ، ہر سال، اس کی میزان کہاں تک پہونچتی ہے؟ اور پھر عمر کے خاتمہ پر! کس قیامت کی حسرت اس وقت ہوگی جب یہ آج کے بیدردی سے ضائع کئے ہوئے وقت کے ٹوٹے اور چھوٹے برسوں اور بارہا سال کی شکل اختیار کئے ہوئے ملیں گے!

— بھگتنا بہرحال ہر شخص کو اپنا ذاتی حساب ہوگا ورنہ قوم کی قوم ملت کی ملت کے تضیع وقت کا حساب جوڑنے کوئی بیٹھے تو حساب لگے یا نہ لگے بہرحال سر تو چکرانے ہی لگے گا۔

آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے

- یا الٰہی! میرے محبوب کو گنجا کر دے۔
- ٹورانٹو کے مشہور و معروف بزنس مین جناب ظہیر موری کا ایک کھلا خط، سفارت خانہ پاکستان کے ایک سمارٹ کرمانی کے نام
- اگر یہ خط سفیر پاکستان کو بھیج دیا گیا تو کرمانی صاحب .... تفصیل آئندہ شمارہ میں۔

کرنیں

نگہت بٹ — کالگری

لاحاصل کچھ بھی نہیں ہوتا بشرطیکہ تمہارے اندر اسے پانے کا جذبہ سچا اور پرخلوص ہو اور جب انسان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جائے تو صدیاں لمحوں میں بدل جاتی ہیں اور اپنے اندر جو یادوں کی دنیا آباد ہوتی ہے وہ خوشگوار ہو جاتی ہے۔ پھر خود کو ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی کہ اسے بھلایا جائے بلکہ دل ہر لمحے یہی چاہتا ہے کہ اس کی یاد ساتھ رہے اور وہ اٹھتے بیٹھتے سانسوں میں رچ بس جائے۔

شاہین — ایمسٹرڈیم

اگر تم تنہا ہو اور وقت کے دل شکن لمحات تمہارے جینے کے محسوسات کو پامال کر رہے ہیں تو کیا ہوا تم اس دنیا میں اکیلے ہی آئے تھے اکیلے ہی جاؤ گے۔ جب قدرت نے تمہیں اکیلا ہی خلق کیا ہے تو پھر تنہائی سے کیوں گھبراتے ہو۔ بہتر ہے کہ تم تنہائی اختیار کرلو اور خود ہی اپنے غم کا علاج بن جاؤ۔ اس میں کچھ نقصان نہیں ہے۔ اگر تمہیں رفیق، مونس اور ہمدم کی ضرورت ہو تو تم سے بہتر تمہارا کوئی دوست نہیں۔

فرحت — پرسٹن

یادیں اُف کتنی عزیز چیز ہیں۔ ہر شخص کے پاس اس کی اچھی اور بری یادیں ہوتی ہیں۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان یادوں میں کھو جاتا ہے۔ ان یادوں میں کچھ تو بہت حسین اور خوبصورت ہوتی ہیں اور کچھ ایسی ہوتی ہیں جن کو یاد کرنے سے دکھ ہوتا ہے اور پھر جانتے ہوئے بھی کہ ہمیں اب ان سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اپنی ماضی کے بچھڑوں کو جن کو بھلا نہیں سکتے۔ لیکن پھر بھی ہم اپنی پرانی باتیں نہیں بھولتے۔ ان کو بار بار یاد کرتے ہیں اور بعض اوقات تو ہم اپنی یادوں کی بدولت ہی اپنی بقیہ زندگی گزار دیتے ہیں۔ اور یادیں ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں جو ہم سے کوئی بھی چھین نہیں سکتا۔

سنبریں گل — لیٹن

نہ معلوم یہ بے دل و انسان کب تک اپنے ہی جیسے انسان کو کھلونا بنائے رہیں گے جب ان میں ذرا سی بھی خراش آجائے تو بے دردی سے باہر پھینک دیتے ہیں۔ کیا! ان کا ضمیر نہیں یا پھر احساس نہیں کہ یہ شکستہ دل انسان خداتعالیٰ کے یہاں جا کر اپنا حق مانگیں گے اور ہمیں ان کا حق چکانا ہوگا۔ لیکن ہم میں سے ہر انسان دوسرے کو ہی قصوروار ٹھہراتا ہے اور کہتا ہے کہ ہماری کوئی سنتا ہی نہیں اور میں سوچتی ہوں شاید ہمارے جذبے اور خلوص ہی سچے نہیں رہے تو پھر شکوہ کیسا!

فرحانہ نسیم — برمنگھم

ہم لوگ اکثر سوچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خدمت خلق کا جذبہ دے کر پیدا کیا ہے لیکن وہ یہاں آکر اپنا مقصد بھول جاتا ہے۔ آج کا انسان دوسرے انسانوں پر اس طرح ظلم و ستم کرتا ہے کہ انسانیت شرمانے لگتی ہے۔ لیکن اس کی آنکھوں میں ذرا بھی آنسو نہیں آتے یہ ظلم و ستم نجانے کب تک جاری رہیں گے۔

VISIT US FOR best quality

INDIAN GROCERIES,
FRESH VEGETABLES,
NUTS, SPICES ETC.

گروسری، تازہ سبزیاں اور مصالحہ جات
نہایت ہی سستے داموں پر خریدنے کیلئے
ہمارے ہاں تشریف لائیں

Pirri's Dixieland Market Limited
FRESH FRUITS — VEGETABLES — FLOWERS

1108 PHARMACY AVE. (AT LAWRENCE)
PHONE: 759-0473
OR
1052 BIRCHMOUNT RD. SCARBOROUGH
PHONE: 759-5214

قائدِ اعظمؒ محمد علی جناح کا دورہ سرحد

طورخم یادگار کا منصوبہ

قائد اعظم محمد علی جناح

صوبہ سرحد کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل فضل حق نے ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء کو شاہی باغ پشاور میں قائد اعظم محمد علی جناح کے دورۂ پشاور کی یادگار کا سنگ بنیاد رکھتے وقت یہ اعلان بھی کیا کہ اس کے بعد طورخم کے مقام پر قائد اعظم کے دورہ کی ایک شایان شان یادگار تعمیر کی جائے گی۔ چنانچہ جیوپولیٹیکل کے اعلان نے گورنر صوبہ کے مشیر خان فضل علی خان کی سرکردگی میں گزشتہ دنوں طورخم کا دورہ کرکے اس سلسلے میں یادگار تعمیر کرنے کے لئے جگہ کا انتخاب کر لیا ہے۔ جیوپولیٹیکل کے دیگر اراکین جو طورخم گئے ان میں سابق وفاقی وزیر خان فدا محمد خان، سابق کمشنر سید فرید اللہ شاہ، ممتاز مؤرخ عزیز جاوید اور بیگم زری سرفراز کے علاوہ صوبائی سیکرٹری تعمیرات عطاء الرحمٰن خان اور ڈائریکٹر اطلاعات احسان اللہ خان درانی بھی شامل ہیں۔

انہوں نے یہ دورہ خیبر ایجنسی کے پولیٹیکل ایجنٹ سردار شکیل درانی کی معیت میں کیا۔ جیوپولیٹیکل نے طورخم میں اس مقام کو دیکھا، جہاں قائد اعظم ۱۹۲۵ء میں اور پھر ۱۹۴۸ء میں تشریف لے گئے اور قیام کیا۔ قائد اعظم بار صوبہ سرحد میں ۱۹۳۶ء میں تشریف لائے تھے اور پشاور میں کچھ وقت کے علاوہ قبائلی علاقوں میں [illegible]

انہوں نے قیام کیا جو صاحبزادہ سر عبدالقیوم خان کی ملکیت تھا۔ اس مکان کا اب ایک پرائیویٹ سکول قائم ہے۔ قائد اعظم نے ۱۹۳۶ء میں پہلی بار دورہ سرحد کے موقع پر شاہی باغ میں جس مقام پر لوگوں سے خطاب کیا تھا ان کی پہلی یادگار کا سنگ بنیاد بھی اسی مقام پر رکھا گیا ہے۔ پاک افغان سرحد طورخم کے مقام پر قائد اعظم ۱۹۴۵ء (یعنی) تشریف لے گئے تھے۔ سابق وفاقی وزیر خان فدا محمد خان جو اس وقت مسلم لیگ کے صدر تھے ان کے ہمراہ تھے۔ طورخم کے مقام پر خان فدا محمد خان کے والد محترم خان محمد عباس خان (جو وہاں پاسپورٹ آفیسر تھے) قبائلی لیڈر ملک اللہ خان آفریدی کے والد بزرگوار کابل خان اور بعض دوسرے معززین نے ان کا استقبال کیا۔ قائد اعظم مراد خان شنواری کے حجرے اور مسجد میں جانے کے علاوہ خان عباس خان کے کمرے میں ٹھہرے رہے۔ چنانچہ اس کمرے کو اب ایک یادگار کے طور پر سجایا جائے گا اور انشاء اللہ دونوں مقامات پر اس یادگار کے طور پر تختیاں آویزاں کی جائیں گی۔

جب کہ خیبر ایجنسی کے پولیٹیکل ایجنٹ شکیل درانی نے بتایا ہے کہ پاک افغان سرحد پر خیبر ایجنسی کی انتظامیہ "باب پاکستان" کے نام سے ایک یادگار گیٹ تعمیر کرے گی، جو اسلامی طرز تعمیر کا نمونہ ہونے کے علاوہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہوگا۔ جس سے پاکستان میں آنے اور جانے والے سیاحوں اور دوسرے لوگوں کو تاریخ پاکستان کے بارے میں بعض اہم امور سے آگاہی ہوتی رہے گی۔

قائد اعظم محمد علی جناح کا دورۂ طورخم ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے، یہ وہ مقام ہے، جہاں کبھی آنجہانی گاندھی نے کھڑے ہو کر کہا تھا، کہ ہماری سرحد یہاں تک نہیں، بلکہ وہ دور ہندو کش کے پہاڑوں تک ہے۔

قائد اعظم طورخم پہنچنے کے بعد جب زنجیر کے اوپر کھڑے افغان سپاہی سے ملاقات کرنے کے لئے آگے بڑھے تو سابق وفاقی وزیر فدا محمد خان نے قائد اعظم سے عرض کیا، جناب افغان اپنی سرزمین کو "خاک پاک" کہتے ہیں اور جب افغان ڈرائیور ہماری سرزمین سے افغانستان میں داخل ہوتے ہیں، تو اس کی مٹی کو جھاڑتے ہیں، خان فدا محمد خان نے بتایا کہ قائد اعظم نے یہ الفاظ سننے کے بعد مڑ کر انہیں دیکھا، اور کہا کہ فکر مت کرو، تمہاری سرزمین بھی "خاک پاک" بننے والی ہے۔ فدا محمد خان کا کہنا ہے کہ قائد اعظم نے یہ الفاظ قیام پاکستان سے تقریباً دو سال قبل کہے تھے، جبکہ اس وقت یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ پاکستان اتنی جلدی بن جائے گا، انہوں نے کہا کہ اس امر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قائد اعظم جسمانی طور پر ایک نحیف و ناتواں شخصیت کے مالک ہونے کے باوجود بے حد پختہ عزم رکھتے تھے، ان کا فیصلہ اٹل ہوتا تھا، لہٰذا انہوں نے جو کہا وہ کر کے بھی دکھا دیا۔

> قائدِ اعظمؒ نے کہا "فکر مت کرو تمہاری زمین بھی خاکِ پاک بننے والی ہے"

پاکستان میں حالات سازگار ہونے میں ابھی اور کتنا وقت لگے گا؟

تحریر: راجہ خالد فاروق

پاکستان کے موجودہ حالات کے بارے میں مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایک غیر قانونی، غیر آئینی اور غیر جمہوری حکومت سریر اقتدار پر جلوہ افروز ہے۔ پاکستان لاقانونیت کا شکار ہے، مہنگائی، رشوت، بیکاری، بدامنی، گمراہی اور مایوسی کا ایک نہ ختم ہونے والا دور جاری ہے۔ کہنے کو ۳۶ سال ہو چکے ہیں۔ ہم آزادی کی آمد ۳۷ ویں سالگرہ منائیں گے مگر جنہوں نے اپنے ملک سے باہر نکل کر آزادی کو حقیقی معنوں میں دیکھا ہے۔ ان میں غلطی سے شامل بھی شاید شامل ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم آزاد ہو چکے ہیں وہ کسی بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ شاید انہیں آزادی کے مطلب کا علم نہیں۔ ہم اب بھی غلام ہیں۔ اس سے پہلے ہم انگریزوں یا ہندوؤں کے غلام تھے۔ اب ان ہی کے عیسائیوں اور یہودیوں کے ایجنٹوں کے ہم غلام ہیں، اور ان ایجنٹوں نے ۳۵ سال سے ہم پر مختلف حیلوں اور بہانوں سے حکمرانی کی ہے۔ ۳۵ سال پاکستان کے لئے بدترین ثابت ہوئے۔ اس عرصے کے دوران پاکستان نے بہت کچھ کھویا مگر پایا کچھ بھی نہیں بلکہ ان میں جاگیرداروں نے عوام کو مزید دھوکے دیئے۔

اب عوام بہت کچھ سیکھ چکی تھی اور حقیقت میں آزادی چاہتی تھی مگر ہماری بدنصیبی کہ چند مفاد پرستوں نے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس نازک وقت میں اسلام کا مقدس نعرہ بلند کیا۔ پاکستانی عوام اب جان چکی تھی کہ پاکستان اسلام کے نام پر ہی آزاد ہوا تھا اور ہماری منزل بھی یہی ہے۔ اور اگر نوکر شاہی یا مفاد پرستوں کے ہیں چھٹکارا مل سکتا ہے۔ تو وہ صرف اسلام کو حقیقی معنوں میں اپنانے کی ہی بدولت ہے۔ مگر ایک بار پھر ہم سے بہت بڑا دھوکہ کیا گیا۔ کن لوگوں یا کس قوم نے سب کچھ ایسا کر دیا۔ لوگوں کی بے مثال قربانیاں ایک بار پھر رائیگاں چلی گئیں۔ جب مفاد پرستوں نے اسلام کے مقدس پرچم کی جگہ اپنے ذاتی مقاصد اور نجی رنجشوں کا پرچم عوام کے سامنے کیا۔ ۱۹۵۸ء اور پھر ۱۹۶۹ء کی قائم کردہ روایات نے ایک بار پھر اپنا سر اٹھایا۔ اور پاکستان پر ایسے ڈکٹیٹر قابض ہو گئے۔ جو گزشتہ حکومتوں کی طرح اپنی کرسیوں سے محبت، اپنے عوام اور پاکستان سے ہر قسم کا دھوکہ کرنے میں یکسوئی سے عرصہ ۶ سال ہو چکے ہیں۔

موجودہ دور میں جہاں پاکستان میں صحافت کو بجلی کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ جہاں قانون کو کالعدم کر کے کالا قانون نافذ ہے۔ بعض اداروں کو نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ پاکستان میں تو لاٹھی، گولی، جیل اور کوڑے، قلعے، اذیتیں دینے میں ہمارے فوجی جیالے سرپیکار ہیں۔ عوام آزادی چاہتے ہیں۔ اسلام اور اسلامی قانون کی بالادستی چاہتے ہیں۔ مگر اس قدر بے بس ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے۔ عرصہ دراز سے انہیں کچلا جا رہا ہے۔ عوام میں اب سکت نہیں رہی کہ وہ آواز بلند کریں۔ اگر ان دنوں آواز بلند ہوتی بھی ہے تو اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

موجودہ جرنیلوں نے اقتدار کو نہ چھوڑنے کا پختہ عزم کر رکھا ہے اور اس کے لئے عوام سے کھلے عام جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ اگر عوام ان سے یہ پوچھیں کہ آپ کیوں سفید جھوٹ بول رہے ہیں تو ٹی وی سکرین سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ جھوٹ نہیں۔ ٹیکنیک ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ عوام سے عرصہ ۶ سالوں سے کچھ کہا اور کبھی کچھ کہا جا رہا ہے۔ کچھ عرصہ سے پرچار جاری ہے کہ عوام کو جلد اور سستا انصاف مہیا کرنا اور اسلام کے عین مطابق عوام کو آئین فراہم کرنا اور اس کے بعد حکومت ایسے نمائندوں کے حوالے کر کے جانا۔ جو کہ سچے اور پکے مسلمان، وطن کی محبت سے سرشار لوگ ہوں گے۔ مگر آخر میں بڑے آرام سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ابھی اس کے لئے وقت سازگار نہیں ہے۔ وقت سازگار کب ہوگا۔ کون کرے گا۔ مزید اس کے لئے کتنی مدت درکار ہوگی۔ ہر پاکستانی کے لئے باعث فکر باعث حیرت بن چکی ہے۔

اسلام نافذ کرنے میں موجودہ حکومت کس قدر مخلص ہے۔ اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ۶ سالوں کی طویل مدت میں اس طرف کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ ہمارے سامنے بہت سی مثالوں کے علاوہ ایران ہمسایہ ملک میں دیکھیں کہ ایران کی حکومت نے کتنے کم عرصہ میں اپنے عوام کو اسلام کے جذبہ اور مکمل اسلامی قانون سے نوازا۔ مگر پاکستان پر یہ قابض لوگ اتنے لمبے عرصہ میں صرف عوام کو دھوکہ دیئے جا رہے ہیں۔ اگر یہ ذرا بھر بھی مخلص ہوتے تو اتنے عرصہ میں سب کچھ ہو سکتا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عوام یہ چاہتی تھی اور اب بھی چاہتی ہے کہ اسلام کے نام پر ہم آزاد ہوئے تھے اور اسلام ہی ہماری اصل منزل ہے۔ کوئی ایسی رکاوٹ نہ تھی جس سے اسلام نافذ کرنے میں کسی کو دشواری کا سامنا ہوتا۔ آئندہ بھی یہ لوگ ایسا کرنے میں قطعی مخلص نہیں ہیں۔ بلکہ یہ اقتدار سے کسی نہ کسی طریقے سے لگے رہنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

جلد اور سستا انصاف لوگوں کو کہ دست تو میسر ہے۔ پاکستان میں عدلیہ قطعی بے جان ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ نام نہاد کئی مزید ادارے قائم کئے جا چکے ہیں اور کئے جا رہے ہیں جن کے پاس بھی قطعی نہ ہی کوئی اختیار ہے اور نہ کوئی اصول۔ دو طرفہ لوگوں عوام کی آنکھوں [illegible] تو کیفیت بات ہے۔ پاکستان میں اصل یا اختیار اگر اور ہے تو وہ مارشل لاء اور فوجی جنرل میں ہر قسم کے مقدمات سماعت کئے جا رہے ہیں۔ ان مارشل لاء عدالتوں کے خلاف نہ ہی کوئی اپیل کی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہی ان کو کسی دوسری جگہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ غیر قانونی عدالتیں جتنی چاہیں کسی کو سزا سنا دیں۔ ان کی نہ کوئی حد قائم نہیں ہے۔

جرائم دنیا کے ہر خطہ میں ہوتے ہی ہیں کسی میں کم اور کسی میں زیادہ۔ بہرحال اگر کسی ملک میں اس ملک کے محافظ وطن پرست اور نیک سیرت ہوں تو کافی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ قانون کی بالادستی ہو، صحافت آزاد ہو اور صحافی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ہر اس برائی کو عوام کے سامنے لائیں، پس و پیش نہ کریں۔ اور اپنے معاشرہ کی اصلاح کے لئے صحافت اور اپنے ملک کی خدمت سے سرشار ہوں۔ تو ہر کام، ہر اچھائی اور ہر برائی کو سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر موجودہ دور میں رشوت کا خوب بول بالا ہے۔

پنچ می اف یو کین

سابق عالمی ہیوی ویٹ باکسر محمد علی اور جارج فورمین کے درمیان باکسنگ کا ایک تاریخی مقابلہ ہو رہا تھا۔ پوری دنیا کے تقریباً پانچ سو ٹیلی ویژن اسٹیشن یہ مقابلہ براہ راست ٹیلی کاسٹ کر رہے تھے اور ہر گھر میں لوگ بڑی دلچسپی سے یہ مقابلہ دیکھ رہے تھے۔ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے اور اختتام کے بعد کافی دیر تک باکسر محمد علی کا گایا ہوا گانا "پنچ می اف یو کین" اور لوگ کافی دیر تک اس نغمہ سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ایک گھر میں جب یہ مقابلہ ٹی وی پر دکھایا جا رہا تھا۔ تو چور گھس آئے تمام کمروں کی تلاشی لینے کے بعد قیمتی سامان انہوں نے باندھا اور کمرے میں کھڑے ہو کر مقابلہ دیکھنے لگے۔ جب مقابلہ ختم ہوا، اور محمد علی جیت گیا تو گانا شروع ہوا۔ [illegible] یہ سنتے ہی چور سامان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

حبیب بنک پلازہ اور انوکی کا چہرہ

بھارتی پہلوان اجیت سنگھ اور انوکی پہلوان کے مابین ایک خونریز معرکہ ہوا۔ ٹیلی ویژن پر ان سب کو ٹی وی پر بیٹھا یا ہوا دیکھ کر اکثر لوگوں نے اپنے ٹی وی بند کر دیئے۔ مقابلے کے دوران جب اجیت سنگھ انتقام لینے کے لئے پاگلوں کی طرح کراچی کی سڑکوں اور ہوٹلوں پر انوکی کو تلاش کرتا پھر رہا تھا، ایک ہوٹل کے بیرے سے اس نے پوچھا تم نے انوکی کو کہیں دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں جناب میں نے آج تک اس کی صورت نہیں دیکھی۔

بیرے نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ اجیت سنگھ کچھ دیر تک سوچتا رہا اور پھر بولا اگر میں تمہیں اس کے جسم کا ڈیزائن بتا دوں تو کیا تم اسے تلاش کر لو گے! بیرا بولا جناب پھر تو میں ضرور تلاش کر لوں گا۔ اجیت سنگھ بولا تم نے اپنے شہر کا حبیب بنک پلازہ دیکھا ہے، بس جو بھی ایسی شکل سے انوکی کی یہ کہہ کر غصے اور جوش میں باہر نکل گیا۔

کنجوس میزبان

ایک مہمان کسی کے گھر گیا تو کنجوس میزبان نے کہا جناب ٹھنڈا پئیں گے یا گرم۔

مہمان: ٹھنڈا دیجئے۔ میزبان: دودھ یا شربت

مہمان: شربت دیجئے۔ میزبان: شربت صندل کا یا انار کا؟

مہمان: صندل کا دیجئے۔ میزبان: گلاس پھلدار ہو یا سادہ؟

مہمان: گلاس پھلدار ہو۔ میزبان: پھول چینی کے ہوں یا گلاب کے؟

مہمان: (زچ ہو کر) بھاڑ میں جائے تمہارا شربت، میں گھر جا رہا ہوں۔

سچی کہانی

عبدالقیوم شاد

شادی کے دو ماہ بعد ہی نئی نویلی دلہن کو قتل کر دیا گیا

ہر چند کہ اس واقعہ کو تیس پینتیس برس گزر چکے ہیں، لیکن اس کی یاد آج بھی میرے ذہن میں روز اول کی طرح تازہ ہے۔ میں کبھی اس واقعہ کے کرب کو اپنے ذہن سے محو نہیں کر سکوں گا۔

ان دنوں میں چھٹی کلاس میں پڑھتا تھا اور میری عمر دس گیارہ برس کے قریب تھی۔ میرے چچا سرگودھا کے ایک چھوٹے سے قصبے کے تھانیدار تھے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں میرے والد مجھے اور میری چھوٹی بہن زاہدہ کو چچا کے پاس چھوڑ آئے۔ اس زمانہ میں شہروں میں بھی تفریح کے اتنے سامان نہیں تھے جتنے آج کل دیہاتوں میں مل جاتے ہیں۔ ہمیں پہلے ہی دن احساس ہو گیا کہ چھٹیاں بہت بور گزریں گی۔ چچا کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام ادریس تھا اور وہ مجھ سے ایک سال چھوٹا تھا۔ قصبے کے اردگرد کھیت اور باغات بکثرت تھے۔ کچھ فاصلے پر ایک نالہ بھی تھا۔

شروع کے چند روز واقعی بہت بور گزرے۔ اس کے بعد ہم نے دو مشغلے اختیار کر لیے۔ یا تو نالے پر نہانے چلے جاتے اور یا غلیل سے پرندوں کا شکار کرتے۔ اس طرح وقت کچھ دلچسپی سے گزرنے لگا۔

قصبے کا تھانہ چچا کے گھر کے ساتھ ملا ہوا تھا بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ ایک ہی عمارت تھی۔ چار پانچ کمروں میں چچا جان کی رہائش گاہ اور دو یا تین کمروں میں تھانہ وغیرہ تھا۔

ایک روز ادریس نے کہا۔ "آج ڈیڈی نے ایک قاتل پکڑا ہے۔"

"کیا واقعی؟" میں نے حیرانی سے پوچھا۔

"ہاں وہ سلاخوں والے کمرے میں بند ہے۔"

بچپن میں میرے ذہن میں قاتل کا بہت بھیانک تصور تھا۔ کالا بھجنگ، تن و توش والا اور خوفناک صورت والا۔

"کیا ہم اسے دیکھ سکتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"کل دوپہر کو دیکھنے جائیں گے۔"

وہ گرمیوں کا موسم تھا اور دوپہر کے وقت تھانے کا عملہ، جو چند افراد پر مشتمل تھا، آرام کرتا تھا۔ صرف ایک مسلح سپاہی ڈیوٹی پر موجود رہتا تھا۔ اگلے روز جب چچا اپنے کمرے میں آرام کرنے چلے گئے تو میں اور ادریس بیٹھک کا دروازہ کھول کر تھانے والے حصے میں چلے گئے۔ بیٹھک کا دروازہ برآمدے میں کھلتا تھا اور وہیں سے تھانہ شروع ہوتا تھا۔ ہمیں تھانے کا سارا عملہ جانتا تھا اور ہم بلا روک ٹوک ہر جگہ چلے جاتے تھے۔ برآمدے میں دائیں طرف ایک کمرہ تھا جس میں ایک بوڑھا سا کلرک میز پر فائلوں کا ڈھیر لگائے کام میں مصروف رہتا تھا۔ اس کمرے کے آدھے حصے میں حوالات بنی ہوئی تھی جسے ہم سلاخوں والا کمرہ کہا کرتے تھے۔

"میں قاتل کے قریب نہیں جاؤں گا" میں نے کہا۔ "وہ کھلا تھوڑا ہی پھر رہا ہوگا" ادریس نے جواب دیا۔ "اندر بند ہوگا۔"

"پھر بھی ہو سکتا ہے وہ سلاخوں میں سے ہاتھ نکال کر ہمارا گلا گھونٹ دے۔"

"میں تو بالکل نہیں ڈرتا" ادریس نے فخریہ لہجے میں کہا۔ "بلکہ ایک قاتل سے تو میں [illegible]"

اس وقت جو سپاہی ڈیوٹی پر تھا، اس کا نام کبیر خاں یا کبیر علی تھا۔ بہت دلچسپ آدمی تھا اور وہ برآمدے کی سیڑھیوں میں بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔

"کبیر خاں" ادریس نے کہا "ابا بتا رہے تھے کہ انہوں نے ایک قاتل پکڑا ہے۔"

"اندر پنجرے میں بند ہے" کبیر خاں نے کہا "جاؤ جا کر [illegible] لو اس کا۔"

"اس نے کس کو قتل کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"کم بخت نے اپنی نئی نویلی دلہن کو قتل کر دیا ہے۔ شادی کو صرف دو مہینے ہوئے تھے۔ بڑی خوبصورت لڑکی تھی۔ ابھی تو بیچاری کے ہاتھوں کی مہندی بھی نہیں اتری تھی۔"

"اگر اس نے قتل ہی کرنا تھا تو شادی کیوں کی تھی؟" ادریس نے کہا۔

"ادریس بابو! اس دنیا میں بڑے بڑے عجیب لوگ بستے ہیں۔ جس سے محبت کرتے ہیں اسی کا گلا بھی گھونٹ دیتے ہیں۔"

"لیکن اس نے اپنی بیوی کو قتل کیوں کیا؟" میں نے پوچھا۔

"یہ بڑی خفیہ بات ہے" کبیر خاں نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ "کسی کو بتانا نہیں۔"

"نہیں، ہم کسی کو نہیں بتائیں گے" ہم نے یک زبان ہو کر کہا۔

کبیر خاں نے جو کہانی سنائی وہ بڑی مختصر تھی۔ قاتل کا نام عبدالغفور تھا اور وہ کسی سرکاری دفتر میں ملازمت

> اس دنیا میں بڑے بڑے
> عجیب لوگ ہیں جس
> سے محبت کرتے ہیں
> اسی کا
> گلا گھونٹ دیتے ہیں

کرتا تھا۔ اس کی بیوی جس کا نام فاخرہ تھا، اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ بقول کبیر خاں، فاخرہ ایک پڑھی لکھی لڑکی تھی اور فیاض نامی ایک لڑکے سے محبت کرتی تھی۔ چونکہ فیاض ایک معمولی حیثیت کا آدمی تھا اس لئے فاخرہ کے گھر والوں نے اس کی شادی عبدالغفور سے کر دی لیکن فاخرہ نے شادی کے بعد بھی فیاض سے میل ملاپ برقرار رکھا۔ جب عبدالغفور کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے فاخرہ کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا۔

"کیا یہ سب کچھ غفور نے خود بتایا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"او بھولے بادشاہو، کبھی قاتل بھی اقبال جرم کرتے ہیں!" کبیر خاں نے کہا "یہ ساری باتیں اپنے خفیہ ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں۔ غفور نے ابھی کچھ قبول نہیں کیا۔ بس یہی کہے جاتا ہے میں نے اپنی بیوی کو قتل نہیں کیا۔ مجھے کچھ پتہ نہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے وہ سچ بولتا ہو" ادریس نے کہا۔

"اوئے تم بچے ہو، کبھی تھانیدار نہیں بن سکتے۔ یہ چور، ڈاکو اور قاتل ہوتے ہیں نا، ذرا ٹیڑھی کھیر ہوتے ہیں۔ ٹیڑھی کھیر سمجھتے ہو نا؟ جو حلق میں اٹک جائے، اسے ٹیڑھی کھیر کہتے ہیں۔ صاحب اگر دو چار گھنٹے کے لئے اس گیدڑ کو میرے سپرد کر دیں سب کچھ اگلوا لوں گا۔"

"آپ کیسے اگلوا لیں گے؟"

"ہمیں بڑے گر آتے ہیں۔۔۔ الٹا لٹکا کر [illegible] کا استعمال کروں گا، سب کچھ اگل دے گا۔"

ادریس نے کھی کھی کرتے ہوئے کہا "جو کچھ کھایا پیا ہوگا، وہ بھی اگل دے گا۔"

کبیر خاں نے فخریہ لہجے میں کہا "ایک دفعہ پہلے ایک بہت ہی سخت جان مجرم پکڑا تھا۔ مار کھاتے کھاتے بے ہوش ہو جاتا تھا لیکن زبان نہیں کھولتا تھا۔ شکنجے کی طرح بند تھا اس کا منہ۔ سب لوگ اپنے طریقے استعمال کر کے تھک گئے۔ میں نے کہا، ہٹ جاؤ، اس سؤر کو میرے سپرد کر دو۔ بس جناب، پھر کیا تھا۔ دو گھنٹے میں سب کچھ اگلوا لیا۔"

"تو چاچا [illegible]؟" میں نے کہا۔

"وہ تو چاچے سے بہت اونچی شے تھا" کبیر خاں نے کہا۔ "میں نے خیر دین حلوائی کی دکان سے شیرے کا ایک ڈونگا بھروایا اور مجرم کو جنگل میں لے گیا۔ شیرہ سمجھتے ہو نا؟"

"وہی نا جس میں جلیبیاں تلتے ہیں؟"

"شاباش۔ تم تو خود سمجھدار ہو" کبیر خاں نے کہا۔ "خیر جناب، جنگل میں پہنچ کر میں نے مجرم کو الف ننگا کیا اور اس کے جسم پر شیرہ مل کر اسے لے کر ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ کیکر کے درخت پر ہزاروں کی تعداد میں یہ موٹے موٹے چیونٹے تھے۔ چند منٹوں کے اندر اندر وہ سب کے سب اس سؤر کے بدن پر چمٹ گئے۔۔۔ آہاہا۔۔۔ کیا نظارہ تھا۔ اس کے جسم پر ہر طرف چیونٹے ہی چیونٹے رینگ رہے تھے۔"

ادریس جھرجھری لیتے ہوئے بولا۔ "میرے جسم پر صرف ایک چیونٹا چڑھ جائے تو میری جان نکلنے لگتی ہے۔"

"اس کے بعد جناب، اس نے ایک ایک بات بتا دی۔"

مجھے یاد ہے کہ اس وقت بھی مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی تھی کہ کسی انسان کے ساتھ ایسا ذلت آمیز اور تکلیف دہ سلوک نہیں کرنا چاہئے۔ بعض لوگ واقعی مجرم ہوتے ہیں، ان سے اقبال جرم کرانے کے لئے اگر کوئی سخت طریقہ استعمال کر لیا جائے تو وہ کسی حد تک سمجھ میں آ سکتا ہے لیکن بعض بے گناہ بھی پکڑے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایسا تشدد آمیز سلوک کسی طور پر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

ہم حوالات والے کمرے میں گھس گئے۔ بوڑھا کلرک ایک کونے میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ حوالات میں ایک ستائیس اٹھائیس سالہ شخص دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور شیو بڑھی ہوئی تھی۔ وہ ایک دبلا پتلا اور مسکین صورت شخص تھا۔ میرے تصور میں بسے ہوئے قاتل سے بالکل مختلف۔

"یہاں تو کوئی قاتل نہیں ہے" میں نے ادریس سے کہا۔

ادریس کا تصور بھی مجھ سے مختلف نہ تھا کہنے

"کیا آپ اس قاتل کے ساتھ بھی اسی طرح کریں گے؟"

"یہ بیچارہ گیدڑ ہے گیدڑ۔ پانچ منٹ میں سب کچھ بک دے گا۔"

"کیا ہم اسے دیکھ سکتے ہیں؟"

"ہاں کیوں نہیں، بلکہ اس سے پوچھ کر اس نے اپنی بیوی کو کس طرح قتل کیا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ تمہیں سچ بتا دے۔"

کبیر خاں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر اسے ہوا میں اچھال دیا اور ایک پہاڑی گیت گانے لگا۔

"چلو اسی آدمی سے پوچھتے ہیں۔"

جب میں نے قریب سے اسے دیکھا تو مجھے اس کی صحیح حالت کا اندازہ ہوا۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں اتنا خوف زدہ شخص کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"بھائی صاحب" میں نے ہمت کر کے پوچھا۔ "یہاں جو قاتل بند تھا، وہ کہاں ہے؟"

"کک۔۔۔ کون؟" اس نے اٹک اٹک کر کہا۔ "یہاں تو صرف میں ہوں۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے کسی کو قتل نہیں کیا۔۔۔ میں بالکل بے گناہ ہوں۔۔۔ بالکل بے گناہ ہوں۔"

"کیا آپ کا نام عبدالغفور ہے؟"

اس نے تھوک نگلا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن کبیر خاں نے تو بتایا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کو۔۔۔"

"نہیں نہیں، میں نے فاخرہ کو قتل نہیں کیا۔ مم۔۔۔ میں تو کسی چڑیا کو بھی نہیں مار سکتا۔"

"تو پھر انہوں نے آپ کو گرفتار کیوں کیا ہے؟" ادریس نے پوچھا۔

"اوہ تم تھانیدار صاحب کے بیٹے ہو۔ خدا کے لئے میری سفارش کر دو۔ ان کو بتا دو کہ میں بے گناہ ہوں۔"

"لیکن کبیر خاں کہہ رہا تھا کہ قاتل کبھی سچ نہیں بولتے۔"

"لیکن میں قاتل نہیں ہوں۔ میں نے اپنی بیوی کو قتل نہیں کیا۔"

"اگر آپ نے نہیں کیا تو پھر کس نے کیا ہے؟"

"مجھے کچھ پتہ نہیں ہے۔ شاید کوئی چور ہمارے گھر میں گھس آیا تھا۔"

"کبیر خاں نے تو ایک دوسری کہانی سنائی ہے" میں نے کہا۔ "یہ فیاض کون ہے؟"

"فیاض!" اس نے حیرانی سے کہا۔ "فیاض کی کیا بات بتائی ہے اس نے؟"

میں نے اپنی فہم کے مطابق کبیر خاں کا نقطۂ نظر اسے بتا دیا۔ وہ اس موضوع پر بات کرتے ہوئے خاصا ہچکچا رہا تھا۔ غالباً وہ اپنی مقتولہ بیوی کے بارے میں کوئی ایسی بات منہ سے نہیں نکالنا چاہتا تھا جس سے اس کی بدنامی ہوتی۔ بات کو کافی گھما پھرا لینے کے بعد وہ اس موضوع کی طرف آ ہی گیا۔ "مجھے شادی کے بعد معلوم ہوا۔ فاخرہ فیاض کو پسند کرتی تھی" اس نے کہا۔ "لیکن اس نے قسمیں کھا کر مجھے یقین دلایا تھا کہ اب اس کا فیاض سے کوئی واسطہ نہیں رہا ہے۔"

"فیاض آپ کے گھر آتا جاتا تھا؟"

"اس نے دو تین دفعہ میری عدم موجودگی میں فاخرہ سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن فاخرہ نے اسے سختی سے منع کر دیا تھا۔ وہ ہر بات مجھے بتا دیتی تھی۔"

اس نے اور بھی باتیں بتائیں جن سے سب سے بڑھ کر یہ اثر ہوا کہ وہ بے گناہ ہے۔ دوسرے دن تھانے کی طرف سے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے ایک سپاہی سے چیخوں کے بارے میں پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ تھانیدار صاحب قاتل سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ پولیس والوں کے لئے یہ عام سی بات تھی۔ مگر میرے کمزور دل پر اس بات نے بہت اثر کیا۔ میں دو روز پریشان رہا۔ مجھے رات کو ٹھیک سے نیند بھی نہیں آئی۔ حوالات کی چابیاں چچا جان اپنے پاس رکھتے تھے جب وہ گھر آتے تو چابیوں کا گچھا ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا جسے وہ کبھی الماری کے اندر اور کبھی دراز میں رکھ دیتے تھے۔ تیسرے یا چوتھے روز رات کے دو بجے میری آنکھ کھل گئی۔ جس کمرے میں میں اور ادریس سوتے تھے، چچا جان کی خواب گاہ سے ملحق تھا اور درمیانی دروازے پر چلمن پڑی ہوتی تھی۔ میں تین چار دن سے چابیوں پر نظر رکھ رہا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال پختہ ہو گیا تھا کہ عبدالغفور کو کسی طرح فرار کرا دینا چاہئے۔ میں خاموشی کے ساتھ بستر سے اٹھا، ننگے پیر چلتا ہوا چچا جان کی خواب گاہ میں گیا۔ میز کی دراز سے چابیاں نکالیں اور بیٹھک کے راستے سے تھانے والے حصے میں پہنچ گیا۔ برآمدے میں مدھم روشنی کا بلب جل رہا تھا اور پہرہ دینے والا سپاہی باہر تھا۔ میں نے حوالات والے دفتر کا تالا کھولا اور اندر پہنچ کر اپنے پیچھے احتیاط کے ساتھ دروازہ بند کر دیا۔ ایک بات کا ذکر کرنا میں بھول گیا۔ گھر سے نکلتے وقت میں نے قرآن شریف ساتھ لے لیا تھا۔ حوالاتی عبدالغفور گندی سی دری کے اوپر پڑا سو رہا

گیارہ سال کے
بچے سے کوئی شخص
یہ توقع
نہ کر سکتا تھا

تھا۔ میں نے اسے بہت آہستگی سے آواز دی۔ وہ فوراً ہی جاگ گیا اور حیرت سے آنکھیں جھپکاتا ہوا میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور قرآن شریف سلاخوں کے قریب کر کے کہا۔ "کیا آپ نے واقعی اپنی بیوی کو قتل نہیں کیا؟"

"تم اس وقت یہاں کیسے؟ اگر کسی کو پتہ چل گیا تو؟"

"جلدی سے میری بات کا جواب دیں" میں نے کہا۔

"میں نے واقعی اپنی بیوی کو قتل نہیں کیا۔"

"یہ قرآن پاک ہے۔ اس پر ہاتھ رکھ کر حلفیہ کہو۔"

اس نے بلا تردد قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلفیہ بیان دیا کہ اس نے اپنی بیوی کو قتل نہیں کیا۔ میں نے حوالات کا تالا کھول کر اسے باہر نکالا اور بیٹھک کے راستے گلی میں نکال دیا۔ گھبراہٹ میں میں چابیاں حوالات کے تالے میں لگی چھوڑ آیا۔

اگلی صبح تھانے میں شور مچ گیا اور پولیس کی ایک پارٹی عبدالغفور کی تلاش میں روانہ ہو گئی۔ چچا جان یہی سمجھے کہ عبدالغفور کا کوئی ساتھی چابیاں چوری کر کے اسے فرار کرا کے لے گیا تھا۔ ایک دس گیارہ سال کے بچے سے کوئی شخص ایسی توقع نہیں کر سکتا تھا۔

میرا پہلا دن تو بہت خوف میں گزرا لیکن دوسرے دن میں مطمئن ہو گیا بلکہ خوشی محسوس کرنے لگا کہ میں نے ایک بے گناہ شخص کو پھانسی کے پھندے سے بچا لیا۔

لیکن دوسرے ہی دن میری خوشی غم میں تبدیل ہو گئی۔ عبدالغفور ایک دن تو کسی دوست کے گھر چھپا رہا۔ اگلے دن وہ اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے سسرال پہنچ گیا۔ وہاں اس کے دو سالے جو بہن کے قتل کی خبر سن کر کسی دوسرے علاقے سے آئے تھے، غصے میں بھرے بیٹھے تھے۔ انہوں نے عبدالغفور پر کلہاڑیوں سے حملہ کر کے اسے موقع پر ہی ہلاک کر دیا۔

اس ساری داستان کا افسوسناک پہلو یہ تھا کہ فاخرہ کا اصل قاتل فیاض تھا۔ پولیس نے چند روز بعد بعض شواہد کی بنا پر اسے گرفتار کر لیا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ میری کم عمری کی جلد بازی نے ایک بے گناہ شخص کو زندگی سے محروم کر دیا تھا۔ اگر میں اسے فرار نہ کراتا تو اصل قاتل کی گرفتاری کے بعد وہ خود چھوٹ جاتا۔

"اپنے وطن سے محبت نہ کرنے والا اُس مردے کی مانند ہے جس کی لاش پر کوئی دو آنسو بھی نہیں بہاتا۔"
(ڈاکٹر اسکاٹ)

Mr. Justice Abdul Kadir Shaikh, Chairman Authority for Preservation of Moenjodaro addressing a Press conference on his return from a visit to Japan to raise funds for "Save Moenjodaro". The Press conference was also addressed by Mr. Alam Channa, world's tallest man. (8ft, 3 inches height.)

ڈرائیونگ سیکھنے کیلئے اپنے لوگ
اور اپنی زبان کا سہارا لیجئے۔

ڈرائیونگ کے اسباق انگریزی، اردو،
ہندی اور پنجابی میں بھی لئے جا سکتے ہیں۔
ابھی آج ہی فون کیجئے۔

ACADEMY OF DEFENSIVE DRIVING

6, GLEN WATFORD DR
AGINCOURT ONT.

Ph. 293-0786

Charges against Pakistanis rejected

NEW YORK: A superior Canadian Court has rejected the notion that three Montreal engineers shipped to Pakistan restricted electronic components designed for use in nuclear installations.

The court rejected all 11 charges dealing with exporting of atomic goods. The court's verdict has vindicated the stand of the three engineers who had to face a costly and exasperating trial because of the seduiously fostered myths about Pakistan's nuclear programme.

The report, published in the Canadian daily gazette, 'Montreal', said that Messrs Abdul Aziz Khan, Salam Elmenyawi and Muhammad Ahmad, all naturalised Canadians, were accused of exporting to Pakistan electronic components which allegedly could be used in nuclear projects. A firm called Sembit Electronics Limited was also charged.

During the trial, which lasted 11 weeks, the prosecution brought to the court a number of witnesses in an effort "to establish that Pakistan officials used the accused to obtain parts to press on their atomic project".

The defence lawyers also brought in their own expert who argued that the parts had a variety of uses and more uses were being found every day. He said that they could be used with textile machinery, computers and even electric cars. He also emphasised that if the parts were to be used as power supplies in a nuclear installation, the list shipped to Pakistan lacked at least two key components.

The court jury accepted the arguments and cleared the accused of all the 11 charges.

(Continued from page 7)

nies on the principle of fifty-fifty sharing of the produce. Canada's participation in this sector would be useful as also in gas exploration which has attained crucial importance after the premature depletion of the Sui wells. New sites like Dharnal can add to the national supply of this useful industrial resource. Another challenge, that of 412 million tons of copper deposits at Saindak, for which a sanction of 400 million dollars is to be made, also awaits Canada's participation. Pakistan is already indebted to Canada's research in agriculture and is continuing its own cyto-genetic research on the models that were supplied buy it. To sum up, Pakistan-Canada cooperation is already of long standing and there is a scope to expand it further.

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی!

یومِ آزادیٔ پاکستان
آپ تمام پاکستانیوں کو
مبارک

★ آج کا دن برصغیر کے مسلمانوں کے لئے بہت اہم ہے
★★ آج ہی کے دن ہمیں آزادی کی سعادت میسر ہوئی
★★★ ہم اس آزادی کی حفاظت ہمیشہ ہمیشہ کرتے رہیں گے

منجانب

پاکستان اونٹاریو یوتھ کلچرل فورم

ایڈوائزر: امتیاز الٰہی، شاہد خان، پیٹ کیپول۔ صدر: توفیق محی الدین۔ نائب صدر: خالد خان
جنرل سیکرٹری: محمد سعادت خان۔ نائب سیکرٹری: عاطف زبیر۔ خزانچی: محبوب عالم
ڈائریکٹرز: سلیم شیخ، روحیلہ الٰہی، نجمہ عالم، شاہد محمود خان، محمد تقی خان صاحب اور خدیجہ خواجہ
ممبران: حسین اختر، انیلہ زبیر، جاوید خان، کمال حسن، سید حامد، یوسف اور علی رضا

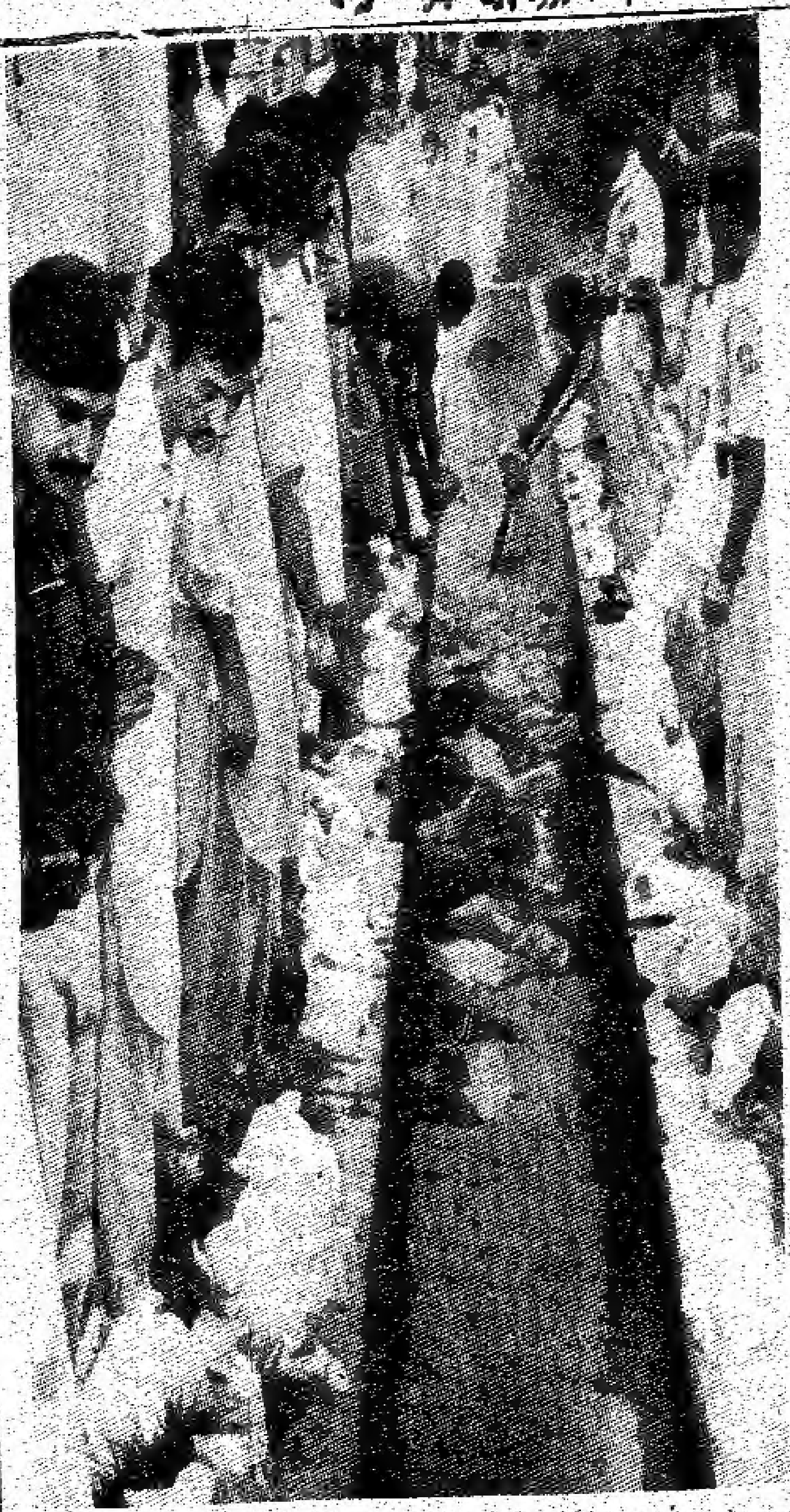

Fifty kilograms of smuggled heroin being destroyed in a storm channel.

Mr. Mushtaq Ahmad, President, Lahore Chamber of Commerce and Industry and Director General, Export Promotion Bureau, Mr. S.D. Butt, previewing products to be exhibited at Frankfurt, Vienna and Canada.

Government of Canada Gouvernement du Canada

"اب مساوات!" پر حکومت کینیڈا کا ردعمل
کینیڈین سوسائٹی میں ظاہری اقلیت
پر پارلیمنٹ کمیٹی کا خاص
گوشوارہ اب
دستیاب ہے۔

اسے حاصل کرنے کیلئے
لکھئے یا
درج ذیل کوپن
پُر کر کے
اس پتہ پر روانہ
کیجئے۔

Government of Canada Gouvernement du Canada

RESPONSE of the Government of Canada to EQUALITY NOW!

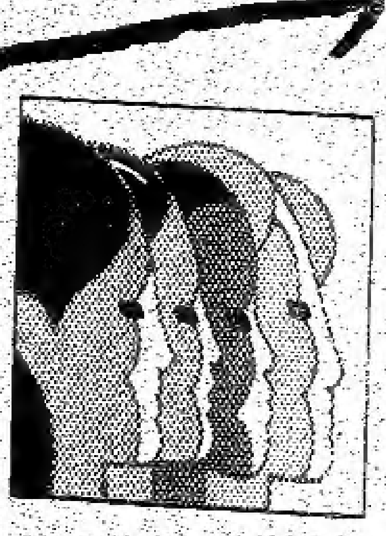

Canada

Multiculturalism Canada
Communications Directorate
Ottawa, Ontario
K1A 0M5

Response of the Government of Canada to "Equality Now!"

Name:

Address:

City:

Province: Postal Code:

Canada

Pak-Canada co-operation

The views expressed by the Canadian Deputy Foreign Minister Mr. De Montigny Marchand in the course of his visit to Pakistan confirm the basis of friendly bilateral contact laid by President Zia-ul-Haq's last visit to Canada. After a change of government in Canada, the latest review of this relationship presented by Mr. Marchand should be welcomed by us all. He spoke in favour of the stance taken by Pakistan on the crisis in Afghanistan since the Soviet intervention in 1979, supported the indirect talks and contacts that Pakistan is pursuing under the auspices of the U.N. Secretary-General. He praised Pakistan's attitude vis-a-vis the Afghan nationals forced to flee their homeland and take shelter on its territory and pledged Canada's continued moral and financial commitment to the succour of the refugees. His view on the Iran-Iraq war converged with those of Pakistan when he expressed the hope that the wasteful fratricidal war should come to an end through mediated negotiation, an objective to which Pakistan is bending sincere efforts inside the OIC peace committee.

Canada is less aggressive than some other Western countries in the North-South debate in which Pakistan has been making significant contributions from the side of the South in the Group of 77, at the U.N. As a creditor, too, it has been sympathetic towards Pakistan's dtruggle to achieve developmental targets to achieve economic self-sufficiency. Although Canada's main economic thrust has lately been in the direction of South America where developmental activity has been intense, its trade and economic contacts in South Asia have been significant. It was Pakistan's first partner in the field of nuclear technology and assisted in the construction of the Karachi nuclear plant for the production of electricity. It is a tribute to the steadiness of the bilateral relationship that despite differences that developed over the safe guards of this plant the two countries have continued to cooperrate broadly in the field of foreign policy and international trade. Mr. Marchand has now expressed his country's readiness to assist Pakistan in the exploitation of conventional sources of energy oil and gas. Canada's advance in the energy-related technology is known all over the world and its participation in the efforts Pakistan is making to become self-sufficient in oil and gas will be most significant. Pakistan needs around 110,000 barrels of oil daily but produces only around 20,000 barrels at the latest count. Since 1947, Pakistan has dug 257 wells for oil out of which 120 were exploratory and at the present time oil in varying quantities is being extracted from 44 wells. This is a slow pace of exploration given the estimate that at least two territorial belts in Pakistan are rich in deposits. Hence, the Sixth Five-Year Plan has allotted 114 wells to foreign compa-

(Continued on page 6)

Publisher & Editor
SOHAIL AKHTAR
TEL. (416) 283-7255

پیغامبر

The Messenger

FORTNIGHTLY INDO-PAK NEWSPAPER

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH,
ONTARIO, CANADA M1B 2Z8

National Library
Bibliothèque Nationale
SEP
NEWSPAPER DIVISION
DIVISION DES JOURNAUX

You are the best community evolved for mankind. You enjoin right, forbid wrongdoing, and believe in Allah.

(Al-'Imran: 3,110)

AUG: 07, 1984

Pakistan committed to reduce Indo-Pak tension

President Mohammad Zia-ul-Haq has said in the present atmosphere there may be some accusations, some counter accusations or contraditions, "but I don't think these will vitiate the atmosphere of goodwill that has been created" between Pakistan and India.

But the two countries must sit down, at one stage or the other, to find out what confidence-building measures were necessary between them, "if we have to take this peace offensive further", the President added in a lengthy interview published in the latest issue of the Illustrated Weekly of India.

In the write-up note preceding the questions-answers, the journal said it is certainly true President Zia has done much more for Indo-Pakistan relations than perhaps any Pakistani President or General before him. "As the interview shows, he seems quite clearly committed to reducing tension between the two neighbours and working towards a new era of greater friendship and cooperation. Will the Indian Government accept his outstretched hand, or will doubts, suspicions, uncertainties continue to dog each faltering step we take?" the periodical asked. This is a crucially important question particularly in view of the troubled days ahead, it added.

The interviewer, Mr. Nandy noted that President Zia-ul-Haq answered with rare candour even the most hostile questions. Sometimes he sidestepped issues, other times he laughed away the odd questions. But all through, he has open, unflustered, outspoken.

Answering a question on the arms race on the sub-continent, the President said India is a big country.

If India strengthens itself then India is building its own security all right. Yet "in my opinion it is doing so at the risk of the confidence of its small neighbours."

"Therefore, it is up to India. I am not against India acquiring military strength–by all means it should every country must determine what its security problems are what its military influence is, or should be, what is in the interest of the country, and India, in my opinion, has the full right. I will never ask the question: "Why is India arming itself?" the President said.

But then India, President Zia-ul-Haq said, must act in a manner which can generate confidence in its small neighbours. India is a very large country of 650 million population. A sub-continent by itself. And "now let us look at the regional countries– Burma, Nepal, Bhutan, Bangladesh Sri Lanka, Maldives, Pakistan–all of them put together cannot match India's resources, India's population, India's might. Now if I were you I would ask a question of myself. India is a large country with such large resources, why must it arm itself to the teeth? Against whom? Against Bangladesh? Against Pakistan? Against Sri Lanka? It certainly cannot be against all", he added.

The President argued if India is to arm itself, then India must be having two aims in view. Either India is so afraid that with all its size and capabilities and resources, it is yet feeble and it must worry itself about its security. This is not the case. The other objective would be that India is a large country, it is a sub-continent. It has played a role in the past, it must play a role in the future. Therefore India must have its own area of influence. If that has to take place, then India must emerge as a mini super Power. It is either one of the two.

Continuing his argument, President Zia-ul-Haq said if the first is true and India is afraid, then it stands to reason that India must build on its inbuilt structure of security, based on its vastness, its size. If it is the other alternative that India wants to exert itself as a mini super power in this region then as India keeps on building up its armoury it generates lack of confidence in the smaller neighbours, and Pakistan is one of them.

"We have offered to India a no-war pact. Therefore, from Pakistan's side, India can be assured that there will be no war or at least that we will not resort to the use of force for settling our minor or major disputes," he said.

The President said no-war treaty was there–the treaty of friendship had its own role, but unless the two countries closed their past and opened a new chapter, a new chapter full of confidence, full of assurances, a tension-free relationship nothing would happen.

Then there must be a dialogue, a continuous approach to the problem. Military strength was no answer. The two countries, Pakistan and India must sit down at one stage or the other to find out what confidence building measures were necessary between them, if they had to take this peace offensive further. This is how I feel, President Zia observed.

Asked as to what was holding back the finalisation of the no-war pact or the treaty of friendship, the President said it was still under discussion.

We had preliminary discussions last time. Mr. Rasgotra was here. Now it will be followed up in the next meeting and we hope it will come through, he added.

Answering a question on Pakistan's nuclear programme, the President said, Pakistan has a modest programme of enrichment of uranium through centrifuge system, there was nothing to hide. "We had offered to India– not now, a year ago–let us forget about the rest of the world."

'About the non-proliferation of atomic weapons let us have an understanding amongst ourselves and in that I proposed let us have inspection between Pakistan and India. Let us forget the rest of the world. Let us have mutual inspection of each other's nuclear facilities. Let us bring about our own bilateral atomic energy commission for safeguard', he said.

India did not accept Pakistan's offer. Pakistan offered all its nuclear facilities for open examination by India on a mutual basis, he said.

The President described it as all mischievous propaganda that Pakistan was instigating the Sikhs.

WORLDS of ASIA

East meets West at Harbourfront

August 10 to September 3, 1984

Worlds of Asia

Asia

The word evokes images of a vast, exotic land which has intoxicated travellers for thousands of years. From August 10 to September 3 a trip to Asia is as close as the TTC with Harbourfront's month-long **Worlds of Asia** festival celebrating the culture, crafts, history, people and cuisine of twelve Asian communities. The countries represented are Thailand, the Philippines and Malaysia/Singapore (the weekend of August 10-12), India, Pakistan and Sri Lanka (August 17-19), the People's Republic of China, Taipei, China and Tibet (August 24-26) and Japan, Korea and Indonesia (August 31-Sept. 3).

Attractions during the month include a traditional Grand Bazaar where, in true fashion, visitors can barter with the merchants for the best buy. Featured are a vast assortment of goods including textiles, jewellery, objets d'art, spices, oils, teas, recipe books and handicrafts specific to each country. Many of the pieces are brought directly from Asia for the festival and range from $1 to $500.

Each weekend there will be lively performances by international as well as local talent. **Pondok Garminah** from Indonesia will make its North American debut during the Worlds of Asia with special guest Toronto composer **Jon Siddall** playing the traditional instrument of Indonesia, the gamelan. This colourful troupe will perform the classical and contemporary dances of their land August 31 to September 3, 8 p.m. Admission is $6. **Jayalakshmi,** one of India's leading dancers, will perform one show only on August 18, 8 p.m. Admission is $5. Throughout the festival, dancers, musicians and martial artists will entertain outdoors and at Queen's Quay Terminal for free.

Not to be missed is a special fifteen-day **Festival of Asian Cinema** running August 11 to 25. The series features Canadian and North American premieres of feature films from the Philippines, the People's Republic of China, Korea, Japan, Malaysia and India.

Harbourfront visitors can also take in an exhibition of unique and contemporary batik, woven garments, rugs and utilitarian and ceremonial textiles from the 18th to 20th century, courtesy of the Museum of Textiles. These rare works were handmade in villages from Japan to India.

The first weekend of the festival, August 11/12, you can join in the 'Lechon', traditional pig roast of the Philippines and try the intricate bamboo dance, 'tinkling'. The second weekend, August 17-19 offers dance demonstrations from India and Sri Lankan kite-making. On the third weekend, August 24-26, watch as Tibetan weavers create hand-woven rugs using methods unchanged for over 2,000 years. You can also try the delicate art of Chinese brush painting. On Labour Day weekend take part in a traditional Indonesian wedding ceremony, relax with a gentle massage from a Japanese 'shiatsu' therapist and watch as skilled Korean artists create beautiful artifacts from Mother of Pearl.

The **Asia Pacific Foundation of Canada** is also sharing in Harbourfront's Worlds of Asia celebration by presenting a seminar on opportunities for growth in the Asia Pacific region on Tuesday, August 14, 9 a.m. to 12:30 p.m. If you are interested in finding out about Asian/Canadian trade, business, culture and industry plan to attend. Admission is free but pre-registration is necessary. Phone 424-5100. The seminar, taking place at the Premiere Dance Theatre, is managed by the Financial Post.

Worlds of Asia, a special Bicentennial event, is generously supported by the Ontario Ministry of Citizenship and Culture, the Honourable Susan Fish, Minister Multiculturalism Canada, the Honourable David Collenette, Minister of State, Coca-Cola Ltd. and Ford of Canada.

Discover a world of difference

364-5665

THOUGHT FOR TODAY

Pure reason avoids extremes, and requires one to be wise in moderation.

–J.B. POQUELIN

THOUGHT FOR TODAY

Example is always more efficacious than precept.

–DR. SAMUEL JOHNSON